

قَالَ النَّبِيُّ هَذَا الزَّلَازِلُ وَالْفَتَنُ بِهَا يَطْلُعُ قُرْنُ الشَّيْطَانِ (بخاری شریف)
ترجمہ :- زلزلے اور فتنے ہونگے اور اس میں سے نکلیگا قرن شیطان کا

الحمد للہ کہ کتاب مستطابہ

الموسومہ

تاریخ نجد

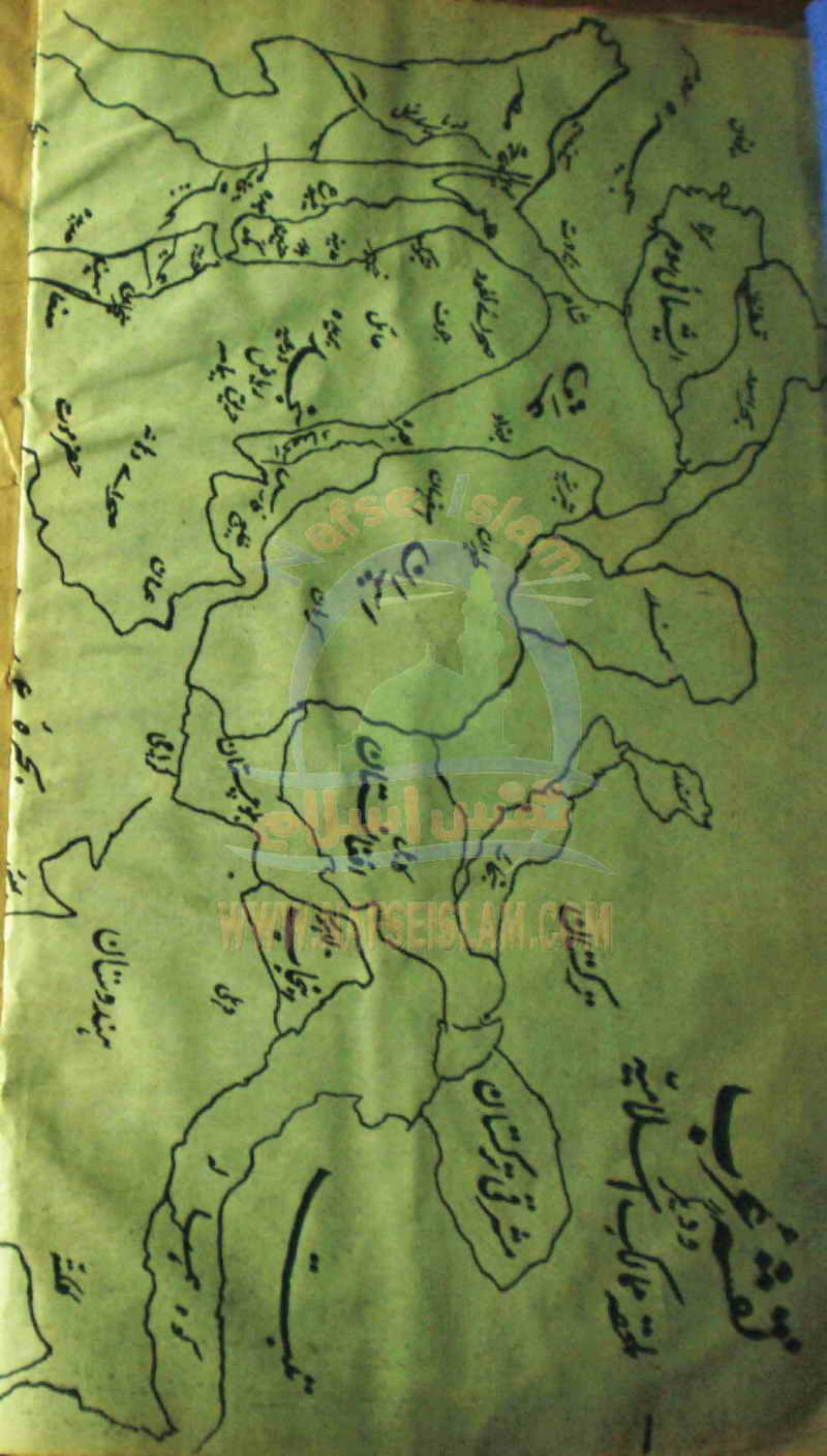
لعنہ

حقیقت و بابہ

نجد اور شہج نجدی اور اس کے بنا کردہ فرقہ و بابیہ کے حالات عقائد اور
کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔ کہ اس نے آج سے سو اٹھ سو سال پیشتر کس بے وردی
سے مسلمانوں کو قتل کیا۔ اُن کے اموال لوٹے اور اُن کے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کی۔
جس پر شرک غازیان اسلام شمشیر بکف نکلے۔ اور نجدیوں کو بد اعمالیوں کی خوب سزا دی۔
ابن سعود کی سابقہ مسلم کشی اور طائف میں تازہ مظالم کا بھی اس میں ذکر ہے
انجمن حزب الاحناف لاہور نے اپنے اسلامی بھائیوں کو حقیقت حال سے باخبر کرنے کے
لئے ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں شائع کیا

محمد کریم پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپا

تاریخ و جغرافیہ دولتِ عالمگیرِ اکبریہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض حال

مُحَمَّدًا وَفَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ - يَا اللَّهُ مجھے توفیق دے
کہ میں فرقہ بندی کی صحیح صحیح تاریخ مسلمانوں کے سامنے پیش کر سکوں۔ تاکہ ان کو اس فرقہ کے حالات
سے اطلاع ہو۔ اور وہ باخبر ہو کر صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں یہ تمام واقعات جو مذکور ہونگے تاریخی
ہیں اور تمام سلاطین ترکی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ نیز انسکلو پیڈیا بریٹینیکا میں مفصل
مذکور ہیں عربی تاریخی متعلق جنگِ نوبارہ میں ان واقعات کی صداقت پر شاہ
میں ۱۳۱۲ء میں ایک کتاب ”وہابی نامہ“ لکھنؤ میں چھپی تھی جو عربی کتاب کا
ترجمہ ہے۔ اس سے اور نیز مفتی محمد مظفر کی کتاب ”الذیاد المسنیہ“ اور کتاب ”مذاہب سلا
سے جو بڑی تحقیق سے ہر فرقہ کی اپنی کتابوں سے مرتب کی گئی ہے۔ میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔
لہذا اس کے تمام واقعات صحیح صحیح ہیں۔

فقہ ”وہابیہ“ ایک سو دس سال کے بعد پھر کھڑا ہوا ہے۔ اس وقت قلم سعود
جس کے کارنامے مذکور ہونگے زندہ نہیں ہاں ابن سعود زندہ ہے۔ شریف مکہ نے سلطان
المعظم سے بغاوت کی اور غداری کے گناہ کی اس کو ان کے ماعتوں سزا ملی۔ جن کو ہندو
روم و کابل و مصر الغرض دنیا کے اسلام اگر کافر کا لفظ سخت نہ ہو تو بے دین تو
ضرور کہتی ہے۔ اس سے زیادہ شریف کی ذلت کیا ہوگی کہ وہ وہابیوں کے ہاتھ سے ذلیل ہو۔
ہمیں شریف سے کوئی ہمدردی نہیں۔ وہ جتنا ذلیل و خوار ہو بہتر ہے مگر کوئی مسلمان
جسے وہابیوں کی گزشتہ تاریخ سے واقفیت ہو گوارا نہیں کر سکتا کہ ان کا قدم نامسعود حجاز
کی مقدس سرزمین میں جسے لوہ مسلمان پھر اپنے بزرگوں کے مقاماتِ متبرکہ کو منہدم ہونے
دیکھیں۔

ہمارے بھولے بھائے مسلمان بھائی جن کو وہابیوں کی تاریخ اور اعتقادات سے

اسکا ہی نہیں کہتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ شریف مکہ سے مخلصی حاصل ہوئی۔
ہم ان کی اس مسترت سے ہم آہنگ ہیں مگر جیسا کہ صدر جمعیۃ العلماء نے ظاہر
کر دیا ہے ہم کہتے ہیں کہ وہابیوں کا حجاز پر قبضہ مسلمانوں کے لئے شریف کے قبضہ سے زیادہ
وہابی جان و حرر رساں ہے اور ہمیں گوارا نہیں کہ ان کی حکومت وہاں قائم ہو۔

اس بات کے ثبوت میں کہ وہابی نہایت بے ادب فرقہ ہے۔ ہم ان کی گزشتہ
تاریخ سے چند ورق پیش کرتے ہیں اور ان کے حمایتیوں سے جو اپنے آپ کو تقیہ سے
اہستہ ظاہر کرتے ہیں پوچھتے ہیں۔ کیا آپ ان بے ادبیوں کو جو وہابیوں سے
آج سے سو اسو سال پیشتر **حرمین شریفین** میں سترہ ہویں جابر سمجھتے
ہیں۔ اگر نہیں سمجھتے تو بتائیں کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ وہابی اب ابھی
حرکات کے پھر تک نہیں ہو گئے۔ کیا انہوں نے اپنے اعتقادات بدل لئے ہیں یا
انہوں نے اپنے بزرگوں کے افعال پر اظہار نفرت کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو اس کا کیا ثبوت
ہے؟ لاؤ اور پیش کر دو۔ اگر کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو خدا کے لئے ان کی
حمایت میں آواز بلند کر کے بے خبروں کو گمراہ نہ کرو۔

فرقہ الہدیث جس کے عقاید بہت کچھ نبیوں سے ملتے ہیں۔ اور جو زبان
سے کہے جاتا ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ ہم ان کی دو خصلتوں سے بیزار ہیں دیکھو
نواب صدیق حسن خاں کا رسالہ **حطہ فی احوال الصحیح سترہ**۔ اگر ان کے غلبہ پر
اظہار مسترت کرے اور اپنی مسعود کو مبارکباد دے اور یہ تار برقی نیچے یا نجاس مسترت
منعقد کرے اور بتائے کہ حرم شریف وہابیوں کے آنے سے پاک ہوا ہے۔ تو حق بجانب
ہے کیونکہ ہر ایک کو اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کی کامیابی پر خوشی منانی چاہیے۔ مگر اسے
حنفیو تم عبادوں کے فریبوں کو غور سے دیکھو کہ تم سے کون کی فتح پر خوشیاں منانے
کو کہا جا رہا ہے۔ کیا تم اس بات پر خوش ہو سکتے ہو کہ تمہارے بزرگوں
کے آثار منہدم کئے جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسل کرنے اور

لے دیا جائے اس قدر نام ہو چکے ہیں کہ ان کے ہم عقیدہ لوگوں نے ہی وہابی کہلانا چھوڑ دیا ہے اور انہیں
بغیر نفرت نگاہ کی سیادت منانے پر بعض ناواقبت اندیش زور دے رہے ہیں۔

ان پر درود بھیجنے سے بکھر روک دیا جائے اگر تم اس پر خوش ہو تو وائے
گرا ز پس امروز بود فردا کے ہیں نہ شریف سے تعلق ہے نہ نجدیوں سے لگاؤ ہمارا
تعلق حجاز سے اسلامی دین ہی ہے اگر شریف کی ذلت ہوئی تو ہمیں کوئی رنج نہیں
ہمیں نجدیوں کے قبضہ پر صدائے احتجاج بلند کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر ان کی
گزشتہ تاریخ بدنامی سے پاک ہوئی مگر رونما تو اسی بات کا ہے کہ نجدی بڑا بے ادب
فرقہ ہے تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھ کر قتل کرنا اس کے نزدیک بڑے ثواب کا کام
ہے اس لئے کوئی مسلمان اس کے قبضہ حجاز پر خوش نہیں ہو سکتا۔

نجد و امیر نجد

نجد ایک ملک ہے جو حجاز اور عراق یا یوں کہو کہ مکہ اور بصرہ کے درمیان واقع
ہے اس کے حدود اربعہ یہ ہیں شمال۔ عراق طرف مشرق۔ حجاز سمت
مغرب۔ یحامہ سوئے جنوب۔

نجد کے معنی ہی بلند زمین کے ہیں چونکہ یہ حجاز وغیرہ سے بلند کی پر واقع ہے اس لئے
اس کا نام نجد ہے اس کی لمبائی شمالاً جنوباً ساڑھے پانچ سو اور شرقاً غرباً ساڑھے
چار سو میل ہے رقبہ ایک لاکھ اسی ہزار مربع میل ہے یہ ملک شمال جنوب اور مشرق
کی طرف ریگستانی صحراؤں سے گھرا ہوا ہے۔ صرف مغرب کی طرف حجاز اور عیسر آباد
ملک ہیں۔ جبل شمر۔ قاسم۔ عریہ۔ حریق۔ یحامہ اور وادی و واسعیر اس کے
بڑے حصے ہیں۔ نجد سرسبز ملک ہے اس کے گھوڑے مشہور ہیں۔

نجد کی آبادی کا اندازہ دس لاکھ کیا گیا ہے یہ یمن اور عسیر سے آٹھ لاکھ کم اور
حجاز سے سات لاکھ زیادہ ہے اس حساب سے نجد کی آبادی حجاز یمن اور عسیر سے نصف
ہے۔ نجدی ہمیشہ شالان اسلام سے برگشتہ رہے ہیں انیسویں صدی کے شروع میں
انہوں نے ترکوں سے اس وقت بغاوت کر دی جب کہ وہ یمن سے مصر میں ہم نبرد
تھے جب ترکوں کو ادھر سے فراغت ہوئی تو محمد علی پاشا خود مصر نے ۱۸۱۷ء میں
پھر نجدیوں کو مطیع کیا۔ اس وقت نجد کا پایہ تخت درعیہ تھا۔ ۱۸۱۷ء میں نجد کو حکومت بصرہ
کے ماتحت ایک صوبہ قرار دیا گیا۔ اس کا والی تنوف میں رہتا تھا اس سے بیس برس کے

عرض کیا سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں۔ فرمایا حضورؐ نے اسے خدا برکت کر
ہمارے لئے ولایت ہماری شام میں۔ اسے خدا برکت کر ہمارے لئے ولایت ہماری یمن میں
عرض کی سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں (مجھے گمان ہے کہ تیسری مرتبہ پر حضورؐ فرمایا)
وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہونگے اور اس میں نکلیگا قرن دگر وہ اعوان و شیطان
کا۔ روایت کیا اسے بخاری نے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ قرن نکلیگے۔ علماء نے ایک
قرن شیطان سے میلہ کذاب مراد لی ہے اور دوسرے سے ابن عبد الوہاب کو اور فرمایا
مشرق سے (نجد حجاز سے مشرق کی طرف ہے) کچھ لوگ نکلیگے جو قرآن پڑھیں گے۔ مگر وہ
ان کے گلوں سے تباہ نہ کرے گا۔ جب ایک قرن ختم ہو جائیگا۔ تو دوسرا قرن آجائے
گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے آخر مسیح دجال کے ساتھ ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے ان کی علامت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ سرگھٹائیں گے چنانچہ
شیخ نجدی اپنے متبع کو سرمنڈانے کا حکم دیتا اور سر کٹنے کا نہیں دیتا تھا۔ جب تک
کہ سر منڈا لیتا بلکہ عورتوں کو سرمنڈانے کا حکم دیتا تھا۔

لطیفہ۔ ایک مرتبہ ایک عورت مجبوراً اس کے دین میں داخل ہوئی اس نے
حکم دیا۔ کہ وہ سرمنڈائے اس نے کہا میں اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتی جب تک
کہ تو مردوں کو بھی ڈاڑھی منڈا دے گا حکم نہ دے۔ کیونکہ عورتوں کے سر بال مردوں
کی ڈاڑھی کی طرح ہیں اس پر شیخ نجدی مہرہوت ہو گیا۔

ایک اور حدیث میں حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کو مژدہ دیا ہے۔ جو ان
مبتدعین کو ہلاک کریں یا ان کے ساتھ سے مارے جائیں۔

یہاں تمام احادیث کے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں۔ علامہ سیّد علوی بن احمد
بن حسن بن القطب السیّد عبد اللہ الحمد ابو علوی نے اپنی کتاب **جلاء الظلام**
فی الردّ علی النجدي الذی اضلّ العوام میں جو شیخ نجدی کے رد میں بہت بڑی

کتاب ہے۔ بہت سی احادیث بیان کی ہیں اور شیخ الاسلام مولانا السیّد احمد بن
زینی دحلان مفتی بیت اللہ الحرام نے **الردّ علی النجدي فی الردّ علی الوهابیہ** میں
بھی ذکر کی ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مہری کتب خانہ کشمیری لاہور سے مل سکتا ہے۔

۱۵ نجد کی مذمت بیان فرمانے میں کوئی شک نہیں۔ صرف گمان اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ عرض فرمایا
فرمایا یا پیشوازاں

فرقہ و بابیہ کی ابتدا اور تعداد

کتاب مذاہب اسلام کے صفحہ ۶۴۷ میں لکھا ہے۔ کہ شیخ نجدی کی مذہبی تبلیغ کی ابتداء ۱۲۳۳ھ سے ہوئی۔ یعنی اُن کے مذہب کو دنیا میں شروع ہونے صرف دو سو سال ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں اس مذہب کو سید احمد صاحب رائے بریلی ۱۸۳۲ء میں لائے۔ محمد اسماعیل صاحب نے ان کی تقلید کی پس یہاں اس کی عمر سو سال کی ہے۔ اسلام کو ہندوستان میں داخل ہونے نو سو برس ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس تمام ہندوستان کی مردم شماری کے فرقہ دار اعداد و شمار نہیں۔ عرب کے معلوم ہیں۔ ہاں مذہب خلیفہ ملک پنجاب کی تائید پورٹ موجود ہے اس سے اس فرقہ کی تعداد اور اس کی قدامت معلوم ہو سکتی ہے۔

پنجاب میں اسلام کو گیارہویں صدی عیسوی کی ابتدا سے استحکام حاصل ہوا۔ یہ دین حقہ ساٹھ سے تیرہ سو سال دنیا میں زور پیر رہا ہے۔ کوئی بے وقوف سے بے وقوف شخص بھی دسواں اس کے جس کو شیخ نجدی کی طرح مہم کرنے کا باطل دعوئے ہو، یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام متصل مذہب نہیں۔ ہم نے جس طرح اپنے آباد جہاد کو قرآن و ناز و دیگر ارکان اسلام ادا کرتے دیکھا، اسی طرح ہم ملت حنیفہ کے پیر ہوئے اس لئے کوئی نئے فرقہ کا پیر و اگر اپنی مین چار پشت پر نظر کرے گا تو اسے اپنے اجداد میں نہ کوئی اہلحدیث و کھائی و کھانہ احمدی نہ شیخی نہ چکرا لوی۔ اگر اس کے باپ دادا نو مسلم تھے تو بھی اگر نہ تھے تو بھی اسے حنفی ہی نظر آئیں گے۔ ان جدید فرقوں کے اعداد خود ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ ان کی ابتدا اسلام سے صدیوں بعد ہوئی ہے۔ اور

۱۔ ہم نے اس کتاب سے بہت سی باتیں فرقہ و بابیہ کے متعلق اخذ کی ہیں۔ فرقہ مذکور کے واقعات کتاب "مرآة الرضیہ فی کراۃ الارضیہ" دیکھو ترجمہ الفاظین فی مسجد الاولین والآخرین" تالیف جعفر بن اسماعیل حسنی مدنی۔ تاریخ ہندوستان مولف شمس العلماء ذکا و اللہ صاحب "تذکرہ شمس انجمن" کتاب التوحید "قراط مستقیم" تقویۃ الایمان اور فرقہ و بابیہ کی اپنی لکھی ہوئی کتابیں جو ریاست رامپور کے کتب خانہ میں ہیں۔ کتاب مذکور میں درج شدہ حقائق کی صحت کی ذمہ دار ہیں۔

صرف ہیں ہوئی ہے۔ جہاں اسلامی شان و شوکت کو زوال شروع ہوا۔ اور مذہبی آزادی نے لاندہی کا دروازہ کھول دیا دیکھو **کابل** میں قانون اسلامی نافذ ہے۔ وہاں لاندہی کو فتور برپا کرنے کی مجال نہیں۔ اب تک آج تک وہ ملت حنیفہ ہی کے پابند ہیں۔

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ **رحمۃ اللہ علیہ** میں۔ امام مالک **رحمۃ اللہ علیہ** میں۔ امام شافعی **رحمۃ اللہ علیہ** میں اور امام احمد بن حنبل **رحمۃ اللہ علیہ** میں انتقال فرما گئے۔ ان چاروں اماموں کے مذاہب کے اصول میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسلامی فتوحات کی وسعت اور مختلف قوموں کے حلقہ بگوش یا تابع اسلام ہونے سے **نئے نئے** مسائل پیش آئے جن کا حل ہر ایک امام نے نیک نیتی سے کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ اور تمام امت محمدیہ کا چاروں مذاہب حقہ پر اجماع ہو گیا۔ بعد والوں کو زمانہ نبوی سے بعد کی وجہ سے نہ ان جیسے تفقہ کا پایہ حاصل ہوا نہ ضرورت رہی لہذا تیسری صدی کے بعد عالمان دین نے ان کی تقلید ہی میں ذریعہ نجات سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بارہویں صدی میں شیخ نجدی نے خود راہی سے کام لیا۔ تو دنیا کے عالمان دین مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی کفریات پر اظہار نفرت کیا۔

اب کوئی اہل صہبت یا اور **نئے فرقے والا لاکھ طرح دھوکا دے** اور اپنے آپ کو اسی مذہب کا پابند بتائے جو قرن اقل میں تھا۔ مگر وہ اہل بصیرت کو جن کو تاریخ مذاہب سے واقفیت ہے۔ **جمل نہیں دے سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب میں اہل حدیث کی تعداد اس وقت ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔ جو صرف دس سال میں حنفیوں کی بے پردائی اور غفلت کی وجہ سے دو گنی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے بہت ہی کم تھی اور سو سال پہلے صفر تھی۔** پس سو سال کے عرصہ میں صفر سے ترقی کر کے آج ساٹھ ہزار کی تعداد حاصل کرنا ظاہر رہا ہے۔ کہ اہل حدیث بالکل نیا فرقہ ہے اور قرون اولیٰ اسلامیہ میں اس کا کچھ پتہ نہیں۔

برخلاف اس کے مذہب حنفیہ کو دیکھیں کہ ہندوستان میں نام حق کی سنادی کرنے کے لئے یہی مذہب آگے بڑھا اور باوجود فرقہ پر داز آزاد طبائع لوگ (شیعوہ وغیرہ) ملت حنیفہ سے بتعداد ۳۳ لاکھ ۹۴ ہزار الگ ہو گئے ہیں۔ پھر بھی اس کے متبعین

کی تعداد ایک کروڑ ۲۴ لاکھ ۵ ہزار اور ۴ سو ۲۲ ہے۔ یعنی سو میں سے سٹاؤں سے ۵
زیادہ اب بھی حنفی ہیں اور بے ادب فرقے یا وجود طرح طرح کی فریب کاریوں اور
تقیہ کے اب بھی تین فی صدی سے کم ہیں۔
ان تمام حقائق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوائے ملت حنفیہ کے تمام دیگر
فرقے جدید ہیں اور ان کو اسلام سے بہت دور کی نسبت ہے ۔

مذہب نجدی

نجدی اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی مذہب کے پابند
نہ تھے۔ انہوں نے تمام کتب فقہ و تفاسیر جلا دی تھیں۔ قرآن کے معنی اور تفسیر اور
زکوٰۃ کی تقسیم اپنی رائے کے مطابق کرتے۔ بعد از نماز دعا نہ مانگتے۔ مسلمانوں کو کافر کہتے
اور ان کا قتل مباح جانتے تھے۔ ان کا کمال احادیث، اقوال صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین
اور اجماع قیاس صحیح کے خلاف تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے جو شیخ نجدی کی گرفت
سے باہر تھا۔ اسے اجماع امت کے خلاف نیا مذہب اختیار کرنے اور تمام دنیا کے علماء
و فضلا کو کاذب سمجھنے پر ایک دل آویز مثال سے چھوٹا ثابت کیا۔ اس نے کہا۔
کہ اگر ایک ایسا شخص جس پر مجھے یقین ہو کہ وہ دیندار اور امین ہے بیان کرے
کہ پہاڑ کے نیچے ایک فوج مجھ پر حملہ کرے کہ لڑے کھڑی ہے۔ تو ہزار سواران کے مقابلہ
کے لئے روانہ کرے مگر وہ بگڑے اگر بتائیں کہ وہاں فہیم کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور
فی الواقع وہاں کوئی موجود بھی نہ ہو۔ تو کیا ان ہزار سواروں کو سچا سمجھے گا۔ یا اس شخص
کو جس پر مجھے صادق ہونے کا اعتبار تھا۔ نجدی نے جواب دیا مجھے ہزار ہی کو سچا سمجھنا
ہو گا۔ اس پر شخص مذکور نے کہا کہ تمام مسلمان علماء گزشتہ و موجودہ اپنی کتابوں
میں میرے احوال کی تکذیب درذکر تے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہزار ہا استخفاف
کی بات مانیں اور مجھے ویسا ہی کاذب سمجھیں جیسا کہ تو ایک شخص کو بمقابلہ ہزار
موجود سمجھنے پر مجبور ہوا۔ پھر شخص مذکور نے شیخ نجدی سے توسل دو سید پھر کر بارگاہ
الہی میں دعا مانگنے پر گفتگو کی اور کہا حضرت عمرؓ نے قبل پیدائش نبی صلی اللہ وآلہ
وسلم سے حضرت آدم کے توسل کی حدیث روایت کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ بتانے

کے لئے کہ نبی ﷺ سے توسل کرنے کے علاوہ صلحاء و امت سے بھی توسل جائز ہے طلب
بارش کے لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہم رسول کے وسیلہ سے بارگاہ الہی سے نزول باران
رحمت کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اور خوب مینہ برسا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے
نجدی اس کا بھی کچھ جواب نہ دے سکا اور مہریت و حیران رہ گیا۔

شیخ نجدی نے دلائل انجیرات وغیرہ درود کی کتاب میں جلادی تہیت اور اپنے
متبعین کو کتب فقہ و تفسیر و حدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا۔ ہر پیرو کو اجازت
ویدی تھی۔ کہ قرآن کریم کی تفسیر اپنے فہم کے مطابق کرے۔ ائمہ اربعہ کے اکثر اقوال
کو کہہ دیا کرتا تھا۔ کہ وہ بیچ ہیں۔ کبھی اشتباہ ڈالتا اور کہتا تھا کہ امام تو حق پر
میں مگر ان کے متبعین علماء جہنوں نے مذاہب اربعہ میں کتاب میں تالیف کی میں
گمراہ ہیں۔ اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ کبھی کہتا تھا۔ شرعیات تو
ایک ہی ہے ان لوگوں نے چار مذہب کیسے بنائے ہم تو کتاب اللہ و سنت رسول
اللہ پر ہی عمل کرتے ہیں۔ کسی متصری یا شامی یا نجدی کے قول کی پیروی نہیں کرتے
اس سے اس کی مراد اکابر علماء احناف و حنابلہ وغیرہ ہیں جہنوں نے اس کے
رو میں کتابیں لکھیں۔ قصہ مختصر شیخ نجدی کے نزدیک حق وہی تھا جو اس کی خواہش
کے مطابق ہو۔ اگرچہ نصوص شرعیہ و اجماع امت کے مخالف ہو۔ اور باطل وہ تھا
جو اس کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔ اگرچہ وہ نص جلی سے جس پر اجماع امت ہو
ثابت ہو۔ وہ بھی ﷺ کی تنقیص شان مختلف عبارتوں سے کرتا تھا اور سمجھتا تھا
کہ میرا قصد محافظت توحید ہے۔ مثلاً حضور کو طارش (ایچی یا ڈھنڈو چھی) کہنا
یا عصا کو حضور کے مفید تر بنانا وغیرہ جس پر علماء امت نے لکھا کہ یہ اقوال
چاروں مذاہب میں کفر ہیں

شیخ نجدی اور اس کی جماعت کے اعتقادات فاسد

شیخ نجدی پہلا شخص تھا جس نے تقلید سے منہ موڑ کر اپنی رائے کی پیروی کی
اور کہا کہ جب مجھے علم اور عقل ہے تو میں کیوں کسی کی بات مانوں۔ میں قرآن وحد
کے وہی معنی کرونگا جو میری سمجھ اور مرضی کے مطابق ہونگے۔ شیخ نجدی کے گروہ کا

عقیدہ ہے (۱) کہ خدا بھی بادشاہوں کی طرح محلات میں مکین ہے گویا وہ بھی جسم رکھتا ہے (۲) معاذ اللہ وہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔ چنانچہ واقعہ حدیبیہ میں اس سے کئی جگہ دریغ واقع ہوا (۳) کہ خدا کی توحید اور حمد بیان کرتے وقت چائز ہے کہ انبیاء کی خلقت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء مقرر ہیں حضور علیہ السلام سے عصا زیادہ نفع بخش ہے۔ کہ اس سے دشمن کو مارا جاسکتے ہیں۔ مگر حضور ﷺ سے اب کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ (۴) رسول اللہ ﷺ کا خاتم المرسلین نہیں ہیں۔ (۵) پیغمبر معصوم نہیں ہوتے وہ ہماری طرح ہی بشر ہونے کی وجہ سے ہمارے بھائی ہیں۔ (۶) جناب سرور کائنات ایک طارش دڈھنڈورہ پیٹنے والے تھے جو اعلان حق کر کے چلے گئے۔ ہمارے سینہ میں حق شناس دل ہے۔ جس طرح رہنمائی کرے گا ہم کتاب اللہ پر عمل کر ٹینگے۔ (۷) پیغمبروں کے مزارات کی زیارت کرنا بھی بت پرستی ہے ان میں کچھ نہیں ہوتا (۸) پیغمبروں سے بھی توسل جائز نہیں حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارش کے لئے بوسیلہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول کو عالمی مٹی جو قبول ہوئی۔

(۹) پیغمبر کی مجال نہیں کہ خدا کے سامنے کسی کی شفاعت کر سکیں۔

عبرت سنا ہے کہ جب کوئی آغا خانی مرنا ہے تو اس کے پیر کی عطا کردہ کلید بہشت قبر میں بعد ایک رقعہ بتام ہر بل رکھ دی جاتی ہے۔ کہ اسے بہشت میں جگہ دے دے۔ شیخ نجدی نے بھی جاہلوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے ایسا ہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ ہر سپاہی کو جو قتال مسلمانوں کے لئے بھرتی ہوتا تھا بہشت کا پروانہ درباری عطا کیا جاتا تھا۔ اس لئے وہ بڑے جوش سے مسلمانوں کو قتل کرتا تھا۔ کہ اگر مارا بھی گیا تو سیدھا بہشت کو جائے گا۔ مقام عبرت ہے کہ نجدی پیغمبروں کی شفاعت کا تو انکار کرے اور خود ایسا خدائی فوجدار بن جائے کہ پروانہ بہشت عطا کر سکے۔

نجدی وہابیوں کا عروج وزوال

محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ میں بمقام عینیہ واقع ملک نجد پیدا ہوا اور ۱۲۰۶ھ میں مرگیا۔ ۹۲ سال کی عمر پائی۔ یہ قوم بنی تمیم میں سے تھا۔ اس کا والد باختلاف اقوال

صالح آدمی تھا اور بھائی بھی اس سے تمام عمر بیزار رہا۔ جو آخر جنگ کر مدینہ منورہ میں جا ملین ہوا۔ اس کے استاد شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھ حنفی وغیرہ تھے۔ استاد اس کی حرکات دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ ملحد ہو جائیگا اور اس کی برائی بیان کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح عبد الوہاب اور سلیمان بن عبد الوہاب اس کی بڑی باتوں کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ محمد بن عبد الوہاب ابتدا ہی سے مسلمہ کذاب اور دیگر مدعیان نبوت کے اخبار زیر مطالعہ رکھتا تھا وہ دعویٰ نبوت تو نہ کر سکا مگر اپنے شہر کے لوگوں کو انصار اور بابر سے آئے ہوؤں کو مہاجرین کے نام سے پکارتا تھا۔ وہ باوجود استادوں کی صحبت میں رہنے کے جاہل تھا علماء نے جو رسائے اس کے رد میں اس کی زندگی میں لکھے وہ ان کا رد نہیں کر سکا چنانچہ علامہ شیخ محمد بن عبد الرحمان نے اپنے سالہ حکم المقلدین بعدی تجدید الدین میں نجدی کے مسائل پر ایراد کرتے ہوئے کئی سوالات علمی کئے جس کے جواب سے شیخ نجدی عاجز رہا۔

جب شیخ نجدی کے ہاں مجمع کثیر ہونے لگا تو اس کی شہر کے حاکم سے مخالفت ہو گئی اس لئے وہ ورعیمہ کے زبردست رئیس محمد بن سعود کے پاس جا پناہ گزیں ہوا۔ یہ رئیس بنی حنیفہ میں سے تھا۔ اس نے ابن عبد الوہاب کی بیٹی سے شادی کر لی اور اس کے مذہب کو بڑی تقویٰ دی چنانچہ مسلمانوں کی جتنی خونریزی ہوئی اس کا وبال شیخ نجدی کے علاوہ رڈ سائے درعیمہ پر بھی پڑے گا جنہوں نے حسین شریفین میں بڑی بڑی جہاد بیاں کیں اور طائف و مدینہ کے باشندوں کو لوٹ لیا۔

ابن عبد الوہاب اور ابن سعود دونوں خسرو دادا دادا ایک ہی سال ۱۲۰۱ھ میں مرے۔ اول الذکر کے چار بیٹے تھے ۱) عبد اللہ علی حسن اور حسین۔ عبد اللہ کے دو بیٹے عبد الرحمن اور سلیمان تھے۔ عبد الرحمن مصر میں مرا اور شعیب سلیمان ابراہیم کے ہاتھوں حسین کی نسل درعیمہ میں اولاد شیخ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن سعود کا جائش عبد العزیز ہوا جو بڑا مشہور دہائی تھا۔ اس نے وہابی مذہب کی بڑی اشاعت کی کربلا کی غارتگری بھی اس کے عہد میں ۱۲۱۶ھ میں

ہوئی ایران کا بادشاہ آقا محمد خاں قاجار بھی اس سے دب گیا۔ آخر اس نے ایک شیعہ عہد القادر کو جو جیلاں کا باشندہ تھا۔ اس کے قتل پر مامور کیا جو اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور موقع پا کر اسے در عجبہ میں بحالت نماز در ۱۲۱۸ھ قتل کر ڈالا۔ عبد العزیز کا جانشین اس کا بیٹا سعود ابوالشارب بن ہوا جو بڑا زبردست دہائی حکمران اور سپاہ سالار تھا۔ اس کی حکومت حجاز وغیرہ پر نو برس رہی جو آخر چھن گئی جب یہ ۶۸ برس کی عمر میں در ۱۲۲۹ھ مرا تو اس کا برگشتہ بخت بیٹا عبد اللہ قائم مقام بنا مگر اسے سلطانی لشکر نے بمقام امرا ۱۲۳۳ھ میں قید کر لیا۔ اور قسطنطنیہ میں لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ اس مقتول کا بیٹا ترکی بھی ریاد کی طرف مارا مارا پھرا اور مارا گیا۔ پھر اس کے بیٹے فیصل نے ریاد میں حکومت قائم کی ۱۲۸۳ھ میں مرا تو اس کا بیٹا عبد اللہ والی ریاد ہوا۔ نجدیوں کی فوجی قوت ٹوٹ گئی۔ انہوں نے چند سال حکومت میں چنگیزی حکومت اور سکھ شاہی کو مات کر دیا۔ مگر قدرت نے جلد ہی انکی قوت توڑ دی۔

شیخ نجدی کا چھٹی صدی کے بعد کے بزرگوں کا فرکہنا

شیخ نجدی کی خود رائی اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ اپنے مقابلہ میں سب کو شیخ سمجھتا تھا اور وہ اپنے زعم فاسد میں سب سے زیادہ عالم تھا۔ چنانچہ وہ اپنے شمشیر صد سالہ پیشروں کو کافر کہتا تھا۔ جس شخص کو اپنے حلقہ میں داخل کرتا تھا اس سے کہتا تھا کہ وہ اقرار کرے کہ وہ اور اس کے باپ دادا کافر تھے۔ اور فلاں فلاں عالم کافر مرے۔ اور اب بے کر کے وہ شخص داخل اسلام ہوتا ہے جو شخص ایسا کہتا اور وہ قتل کر دیا کرتا تھا۔ اگر اس کا کوئی مرید حاجی ہوتا تو اسے کہتا کہ تیرا پہلا حج چونکہ حالت مشرک میں ہوا اسے مقبول نہیں۔

شیخ نجدی کے بھائی سلیمان نے ایک دن اسے پوچھا کہ ارکان اسلام کتنے ہیں۔ اس نے کہا کہ پانچ اس نے کہا غلط کہتے ہو بلکہ چھ ہیں۔ تم کہتے ہو کہ جو تمہارا اتباع نہ کرے وہ کافر ہے پس یہ جھٹکار کن ہوا۔

ایک اہل شیعہ نے اس سے پوچھا کہ خدا کے تعالیٰ نے رمضان شریف کی

ہر شب کتنے لوگوں کو بخشتا ہے۔ نجدی نے جواب دیا ایک لاکھ کو اور آخری رات تیس لاکھ کو۔ شخص مذکور نے پوچھا کہ تمہارے پیرو اس تعداد کا عشر عشر بھی نہیں۔ اور باقی سب تمہارے کتنے کے مطابق ناقابل بخشش ہیں۔ تو وہ کون سے مسلمان ہیں جن کی اتنی بڑی تعداد میں مغفرت ہوتی ہے یہ سن کر نجدی کچھ جواب نہ دے سکا اور بہت الذی کفر کا مصداق بن گیا۔

ایک اور شخص نے شیخ نجدی سے پوچھا کہ جس دین کی تعلیم پر تم کمر بستہ ہو وہ متصل ہے یا منفصل۔ اس نے جواب دیا کہ مشائخ اور ان سے پہلے مشائخ علی الاطلاق مشرک تھے۔ سائل نے کہا کہ جب یہ دین منفصل قرار پایا تو تم نے دین کہا سے لیا۔ جواب دیا کہ **خضر علیہ السلام** کی طرح **وحی الہام** سے۔ سائل نے کہا کہ اگر شرع میں ایسا دعویٰ مسموع ہوتا۔ تو ہر ایک شخص **الہام** و **وحی** کا دعویٰ کر سکتا اور دین جدید کی دعوت دے سکتا۔

شیخ نجدی کا ایک نابینا کو درود پڑھنے پر قتل کر دینا

حضور علیہ السلام کے روز ولادت کی خوشی میں دو شنبہ کی عشا کو ۸۸ھ کے میں باداز بلند درود پڑھا جانا شروع ہوا۔ پھر جمعہ کے دن پھر دس سال کے بعد تمام نمازوں میں سوائے مغرب کے پھر نماز مغرب کے بعد بھی دو بار پڑھنے لگے۔ اس طرح درود شریف پڑھا جانا مستحسنتات متاخرین سے ہے۔ اس کا اجر اشیر **اسلام سلطان صلاح الدین** ابوبی کے حکم سے ہوا تھا۔

نجدی نے حکم دے دیا کہ کوئی شخص حضور علیہ السلام پر درود نہ پڑھے وہ کتنا تھا۔ قرآن شریف میں جو حکم صلوٰ آیا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک کے لئے تھا اب جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اس لئے سخت گناہ ہے اور گناہ زن زانیہ کے سرود سے صدمہ مرتبہ بڑھ کر ہے۔ نعوذ باللہ من شرور نجدیہ۔

درعیہ میں جہاں نجدی کا حکم خوب نافذ تھا۔ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دل چشم سر سے میتا تر تھی۔ اذان کے بعد مینار مسجد پر باداز بلند حضور علیہ السلام پر درود پڑھا کرتا تھا۔ نجدی نے اسے منع کیا اس نے جواب دیا

کہ تم جہود کی طرح حسود ہو جو سرورِ دو جہاں پر درود بھیجنے سے منع کرتے ہو میں یہ
 حکم ماننے کو تیار نہیں۔ بخدا ہی کہا میں تمہیں قتل کرادوں گا۔ اس نے کہا زہے نصیب
 کہ میں حضور پر درود پڑھتے ہوئے جاں دوں سے
 دم واپس کن مرا سرخرو روم پیشش ^{نیکو} احمد بریدہ گلو
 یہ سن کر نجدی آگ بگولا ہو گیا اور کہا
 ترا چشم کور و ترا بخت کور بہ پیشم چہ سازی تو غوغا و شور
 درود پڑھنے سے باز آیا مرنے کے لئے تیار ہو جا۔ اس روشن ضمیر موزن
 نے کہا

زکیش تو مارا بود اختلاف و گرسینہ من شگافی شکاف
 یہ سن کر نجدی نے جلاؤ کو حکم قتل دیا اور اس عاشق رسول ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کا مجسم مبارک
 امام حسین کی طرح خاک و خون میں تر پتا نظر آیا
 بنا کرد نہ خوش رہے بخاک و خون غلطین خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نجدیوں کی مانعت

شیخ نجدی نے اپنی مذہب اتوار کے زور سے قائم رکھا تھا۔ مگر عاشقانِ نبی
 اس کے حکم باطل کو کب خاطر میں لاتے تھے۔ اس کو حضور علیہ السلام سے جو
 عداوت تھی۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس نے لوگوں کو حضور کے روضہ مقدسہ پر
 حاضر ہونے سے منع کر دیا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ مسلمان شوقِ زیارت میں
 اس کے حکم کی پروا نہیں کرتے۔ تو اس نے ان کی توہین و تذلیل پر کمر باندھ لی۔
 اسے معلوم ہوا کہ الحصاص سے ایک قافلہ زیارتِ مدینہ کو روانہ ہوا ہے وہ
 اس کی تاک میں رہا جب وہ لوگ درعیہ کے پاس پہنچے نجدیوں نے انہیں گرفتار
 کر لیا اور ان کی مونچھیں اور ڈاڑھیاں اکھاڑ کر ان کو ہار کش گدھوں پر اٹھا سوار
 کر کے واپس وطن کو روانہ کر دیا جہاں کہ وہ بڑی مصیبت اور ذلت و خواری سے پہنچے۔
 اگر نجدیوں کو کچھ بھی اسلام سے تعلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی
 تو وہ ایسا فعل کبھی نہ کرتے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام

قبروں میں زندہ ہوتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور ان کے اجسام مبارکہ خاک پر حرام ہیں
 قرآن شریف سے شہیدوں کی حیات ثابت ہے۔ پس انبیاء و جو تمام اوصاف کے جامع
 ہوتے ہیں اور جن کا مرتبہ شہداء و وصہ یقین سے بڑھ کر ہے کس طرح مردہ کہے جاسکتے ہیں
 پس جب وہ بنص قرآنی زندہ ٹھہرے تو ان کو مردہ کہہ کر ان کی زیارت سے منع کرنا
 خود مردہ و جہنم سپردہ ہے۔ بیہقی نے کتاب حیات الانبیاء میں اور علامہ سیوطی نے
 انتباه الاولیاء بحیوۃ الانبیاء میں خوب طرح بحث کر کے حیات انبیاء کو ثابت کیا ہے
 حضور علیہ السلام کے کئی اقوال مبارکہ سے زیارت روضہ انبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تاکید ثابت ہے۔ مگر نجدیوں کا فرقہ ضال و مبتدع کب حضور کی سنتا
 ہے۔ اس کا تو اصل اصول ہی حضور کی بے ادبی اور کسر شان ہے۔ خدا ان کے
 شر سے مسلمانوں کو بچائے۔

ہابیوں کو مکہ میں داخل ہونا کیوں ممنوع قرار دیا گیا

شیخ نجدی کے ظہور کرنے اور اس کے فساد و عقائد کی افواہیں حرمین شریفین میں
 پہنچ چکی تھیں مگر ان کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے سعید کے بیٹے مسعود
 نے جو مسلمانہ میں امیر مکہ ہوئے علماء نجد کو مکہ میں آنے کی اجازت دے دی جب
 علماء مکہ سے ان کا مناظرہ ہوا تو ان کو مسخرہ ادا ان گدھوں کی طرح پایا جو شیر سے
 بھاگتے ہیں۔ اور ان کے عقائد کو کفریات پر مشتمل پایا۔ ان سے کہا گیا کہ ان عقاید کو
 توہ کریں مگر انہوں نے انکار کیا اس لئے ان کو قید کر دیا گیا۔ کچھ بھاگ کر درعیہ جا
 پہنچے مسعود کے بعد ان کے بھائی مسعود علیہ السلام میں شریف مکہ ہوئے ان کے
 عہد میں بھی نجدیوں نے حج پر آنے کی کوشش کی مگر اس خیال سے کہ وہ لوگوں کے
 عقاید کو فاسد کریں گے۔ اجازت دی گئی۔ جب سعید کے تیسرے بیٹے احمد علیہ السلام
 میں شریف مکہ ہوئے تو انہوں نے داخلہ کی اجازت دے دی مگر امتحان کرنے پر
 معلوم ہوا کہ ان کے عقائد اور بھی بگڑ چکے ہیں اور وہ زندقوں سے ملتے ہیں اس
 لئے ان کو نکال دیا گیا۔ احمد کے بھتیجے سرور نے دو سال بعد امارت مکہ سنبھالی
 تو انہوں نے ایک شرط پر داخل ہونے کی اجازت دی جو وہابیوں نے منظور نہ

کی مسئلہ میں غالب برادر سرور شریف ہوئے انہوں نے بھی نجدیوں کو مسلمانوں
 میں فتنہ دیا یہی کے شیوع کے خوف سے اجازت حج نہ دی۔ اس پر انہوں نے دلیا
 ہی شور و شر برپا کیا جیسا کہ کابل میں قادیانیوں کو بار نہ ملنے پر ہو رہا ہے اور تمام
 مسلمان امیر کابل کو حق بجانب قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ کابل کا اس وقت
 تک مذہب حنفی ہے اور کسی نئے پیدا شدہ مذہب کو دخل نہیں اس لئے
 وہ قومی و ملی اتفاق کی برکت سے اعدا پر غالب ہیں اگر وہ ہر کس و نا کس کو کابل
 میں آنے اور اختلاف عقائد سے فساد برپا کرنے کی اجازت دے دیں تو اتفاق
 دیکھتی دیکھے ہی رخصت ہو جائے جیسا کہ سر زمین پنجاب کے مسلمانوں سے
 ہوئی۔ پس شریف مکہ و مہجوں کو داخل نہ ہونے میں ویسے ہی حق بجانب تھے
 جیسا کہ غازی امیر اسلام اللہ خاں ہیں۔ افسوس ہے روز نامہ زمیندار کی بے
 اصولی پر کہ وہ قادیانیوں کو تو کوستا ہے اور نجدیوں کی مدت سرائی اس نے اپنا شعار بنالیا ہے

کربلے محلے کے مہینوں پر نزول کرب و بلا

جب ابن عبد الوہاب اور اس کا داماد ابن سعود سنہ ۱۲۰۶ھ میں مر گئے۔ تو
 عبدالعزیز اس کا بیٹا قائم مقام ہوا۔ اس نے فوج و اہل کو آگے بڑھایا۔ اور زبیر
 سوق سوہج اور بجفت کو فتح کر کے جس ہزار فوج سے کربلا پر حملہ آور ہوا۔ اس
 سپاہ کا سردار عبدالعزیز کا بیٹا سعود تھا۔ انہوں نے ۱۲۰۸ھ مطابق سنہ ۱۲۰۸ھ
 کی صبح کو فوج داخل کربلا ہوئی۔ حکم ملا۔ کہ کافروں اور مشرکوں کو مار دیا اور قتل کرو۔ چنانچہ
 چھ گھنٹے قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ سات ہزار کربلائی تہ تیغ ہوئے۔ ان میں فخر الدین
 عبدالصمد ہمدانی مولف ”بحر المعارف“ بھی تھے۔ روضۃ امام عالی مقام کو بھی توڑ پھوڑ دیا
 اور ارگاہ کا خزانہ لوٹ کر درعیہ کو لے گئے

دہابیوں کا طائف کو لوٹنا

عین اُس وقت جبکہ عساکر ترکیہ مصر میں فراسیدیوں کے حملہ کو روکنے
 میں مصروف تھے اور شریف مکہ کے بھائی کے فوت ہو چکے تھے۔ نجدیوں نے سنہ ۱۲۱۵ھ

مسلمین شہزادہ میں طائف شریف پر حملہ کر دیا۔ اس وقت تک مسلمانوں کو سجدیوں کے عقائد باطلہ کی خبر نہ تھی۔ وہ یہی جانتے تھے کہ یہ لوگ بڑے بڑے توحید پرست مسلمان ہیں۔ غلام روزہ کے پابند ہیں۔ محرمات شریف سے بختنب بہتے ہیں۔ اس لئے ان کو طائف میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اگر سجدی واقعی مسلمان ہوتے تو طائف شریف کی حرمت نہ توڑتے اور مسلمانوں کو نہ ٹوٹتے۔ مگر انہوں نے اہل طائف کو جو مقابلہ کر سکتے تھے وعدہ امن دیا۔ مگر جب ان کو بے دست و پا کر لیا تو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ کسی ایک کی گردن اُٹا کر اور کئی ایک کو برف میں ڈال کر مار ڈالا۔ جگہ لکھا ہے کہ

بمسجد کہ بودند اندر نماز	یہ پیش چنداوند با صد نیاز
بکشتند در حالت سحر و شال	بے تن بکشتند ازاں بے سرا
ہمہ طائفی خستہ و کشتہ شد	ز کشتہ چو کوہ گراں پستہ شد
بکشتند ہم حور زادان خوب	کہ عالم شد از ظلم شاں مسینہ کوب
ز بیداد کشتند اطفال را	پسر شاں ز وہ تیغ و گویاں را

بیز لکھا ہے کہ زن و بچہ کو قتل و غارت کرنے کے بعد سجدیوں نے طائف کے کتب خانہ کو برباد کر دیا۔ اور قرآن و صحیفین کے نسخوں کو ایسا یا مال کیا۔ کہ کوئی ان کے فراہم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ بعد ازاں بطور غنیمت لے لیا۔ کہ یہ کام بدوؤں نے کیا تھا۔ دہائیوں نے تین روزہ تک ٹوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ اور جس طرح کفار کے مال غنیمت کی تقسیم کی جاتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے مال ٹوٹ کر پانچواں حصہ اپنے امیر کا نکال کر باقی سپاہ میں تقسیم کر دیا گیا

دہائیوں کی مکہ میں بے دریاں

طائف کو ٹوٹنے کے بعد ذوالقعدہ میں دہائی ہزاروں کی تعداد میں مکہ کو روانہ ہوئے۔ حج کر کے پھر محرم ۱۲۱۸ھ میں داخل حرم ہو گئے۔ سعود سجدی کی طرف سے اہل مکہ کو صرف تین دن کی مہلت ملی۔ جس میں شریف غالب مکہ سے اٹھ کر جدہ کی طرف چلے گئے۔ باقی کو دہائی ٹوٹنے سے باز رہے۔ مگر قبہ مولد نبی صلعم۔ قبہ مولد ابو بکر صدیقؓ۔ مولد علیؓ ابن ابی طالبؓ

نے طائف شریف میں اب بھی دہائیوں نے اپنی مظالم کا اعادہ کیا ہے۔

فقہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہم کو بچد یوں نے گرا دیا۔ اور
جہاں جہاں آثار صالحین تھے۔ ان جہوں کو منہم کر دیا۔ ان آثار کے مٹانے پر
وہ لیل بجا کر اظہارِ مسرت کرتے تھے اور قبروں کو بڑی گالیاں دیتے اور ان
میں پتیاں کرتے تھے۔ تین دن میں انہوں نے سب کچھ گرا کر فنا کر دیا۔

اس کو قلم میں یوں بیان کیا گیا ہے
یہ گدہ در آمد سعود و دیر
بار غندگی ہیچو غندہ شیر
قیامت پہ مکہ نمود آشکا
کہ اسلام در مکہ گردید خوا
قُب راکستند داند خند
بآثارِ بزد و غا یا خند
ز آثار و قبہ نشانے ماند
بروئے معلے مکانے ماند

فتح مکہ منظر کے حالات میں بچد یوں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس میں
وہ لکھتے ہیں کہ "یا رسول اللہؐ کہنا شرک اکبر ہے۔ جو یہ کلمات کہتا ہے
وہ مشرک ہے۔ اسی کا قتل حلال ہے۔ ہم نے تمام مقبرے اور
گنبد توڑ ڈالے جن میں دو حج پر گرد عایشی کیا کرتے تھے۔ ان تمام
منہمہ عمارات میں مکان بی بی خدیجہ اور قبۃ المولد بھی شامل ہیں
تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم ضروری نہیں۔
پہاں تک کہ اس بقعہ پاک میں ان طاغوت کا نام باقی نہ رہا اور تمام
رسوم جاتے رہے" (اذا ہرب اسلام)

جب مکہ میں یہ بددعا ہوا تو بچد یوں کا سردار عبید العزیز
درعیہ میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا سعود جدہ سے محاصرہ اٹھا کر درعیہ کو چلا گیا۔
اور وہاں کا قائم مقام ہوا۔ شریف غالب نے میدان خالی پا کر مع فوج سلطان
جو شریف پاشا کے ماتحت تھی پہنچ کر از سر نو قبضہ کر لیا۔ اور وہابیوں کو
نکال دیا۔ مگر طائف ان کے قبضہ میں بدستور رہا۔ عثمان مصالقی ان کی طرف
سے غمگین تھا۔ سعود درعیہ سے اپنی فوج لے کر حرمین کی طرف روانہ ہوا۔
اور تہ یح تمام حکومت شریف پر قبضہ کر کے سلاطین میں پھرتے کا رخ
کیا اور اس کا ایسا سخت محاصرہ کیا کہ اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے۔ پہاں تک کہ

گئے حلال کر کے کھا گئے۔ آخر کار شریف نے مغلوب ہو کر سعود کی اطاعت کر
لی۔ شریف نے جو بڑولی دکھائی۔ اس کی پاداش میں وہ آخر کار معزول
کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

نجدیوں کی مدینہ منورہ میں قلا بازیاں

مکہ کو فتح کرنے کے بعد سعود وہابی مدینہ کی طرف بڑھا تا کہ وہاں تاحث
تاریخ کا بازار گرم کرے۔ وہ لوگوں کو روضہ مطہرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت سے روکنے میں بڑی سعادت سمجھتا تھا۔ اس نے اس مقدس مقام
کو صغیم اکبر (بڑے بت) سے تشبیہ وے رکھی تھی۔ اس لئے اس نے اس
میں وہاں پہنچ کر اپنے شیطانوں کو روضہ مقدسہ پر چڑھایا۔ کہ کدال مار مار
کر گرا دیں۔ مگر

دویدند چوں شعلہ سے سقر جگر سوختہ چو دماغ شر
زبالا بقعر سقر آمدند بدوزخ دواں چوں شر آمدند

یعنی جو اوپر چڑھتا تھا گھر گھر فی النار ہو جاتا تھا۔ یہ معجزہ دیکھ کر سعود و
مسعود ہکا بکا رہ گیا اور اپنے ارادہ بد کو بروئے عمل لائی جرات نہ کر سکا۔ پھر بھی حجرہ
مبارکہ کے خزانوں کو لوٹ لیا اور اہالیان مدینہ پر جزیہ مقرر کیا۔ اور مدینہ سے ساتھ
اونٹ بھر کر خزانوں لے گیا۔ جب یکساں وہ مدینہ میں رہا مدنیوں کی توہین کرتا رہا چنانچہ
ایک عورت کو حقہ نوشی کے اتہام پر گردن میں حقہ ڈال کر گدھے پر سوار کر کے تشہیر
کیا۔

قبور ہمہ پیر و ان رسول کہ بودند دریں زابل قبول
بکند یہ از کادش طبع دوس در آمد بقعر سقر سرنگول
نمودار شد وئے شان از کفن نمودہ ز خاک آں بہارِ حنین
نہ تر سید از تہ حق آلِ پید کہ بر پشت اد بود دیو فرید

انفرس قتل و فارت کے بعد اپنی طرف سے ایک شخص کو جس کا نام مبارک
بن معنیان تھا مالی مدینہ مقرر کر کے خود در عید کو واپس چلا گیا۔

سلطان روم کا فرمان محمد علی خدیو مصر کے نام

آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ شریف مکہ حدہ میں آئین ہوا تھا۔ یہاں سے وہ دہلیوں پر اور دہلیوں کی اطلاع پہنچی تو سلطان المعظم مصطفیٰ رابع نے محمد علی خدیو مصر کو ۱۲۳۲ھ میں حکم بھیجا کہ وہ دہلیوں کو قرار واقعی سزا دے۔

محمد علی دوسل سے سلطان کی طرف سے مصر کی گورنری پر مامور تھا مگر فرانس اور حبش کے غلبہ کے سبب ابھی اسے مصر پر پورا اقتدار حاصل نہ ہوا تھا۔ اس نے وہ دہلیوں کی سرکوبی کافی الفوراً انتظام کر سکا۔ جب تک کہ سلطان کے چندا در تاکید و غرامت موصول ہوئے اسے مصر پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ پس اس نے ۱۲۳۶ھ میں بسرکردگی طوسوں پاشا پسر خود جو سولہ برس کا تھا۔ دہلیوں کے دھوکے بکھیرنے کو فوج روانہ کی اور سیہ احمد صاحب طحطاوی محشی درالمختار کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔

دہلیوں کا دہلیہ میں تخت سوخت

طوسوں پاشا دو ہزار فوج یکر سوینے سے اتر کر طوسوں پہنچا۔ اور قلیل مزاحمت کے بعد اسے تخت تصرف کر لیا۔ پھر وہ حدہ کی طرف بڑھا۔ یہاں اس کے ساتھ بہت سے قبائل عرب آئے۔ عثمان مصطفیٰ طائف سے مقابلہ کو بڑھا۔ ذو القعدہ ۱۲۳۶ھ میں بمقام حدیدہ لڑائی ہوئی۔ قبائل عرب دہلیوں کی فتح پر انجام پذیر ہوئی۔ طوسوں نے ہمت نہ اڑی اور قریہ قصیر میں ٹھکن ہو گیا۔ محمد علی نے محرم ۱۲۳۷ھ میں بکرہ برکی طرف سے افواج و اموال روانہ کئے۔ طوسوں نے اموال و متاع مشائخ عرب کی نذر کر کے انہیں مٹھی میں لے لیا۔ اس کی فوج تمام مقبوضات دہلیہ کو فتح کرتی ہوئی صفر اور حدیدہ تک پہنچ گئی۔ اور اسے بھی ماہ رمضان میں بعد مقابلہ فتح کر لیا۔ پھر عسکر سلطانی بند بنہ منورہ کی طرف بڑھا۔ نجدی شکست کھا کر شہر بند ہو گئے۔ مگر طوسوں سرنگ اڑا کر ان کو جالیا۔ اور

نجدی پندرہ سو کے پندرہ سو مارے گئے۔ اور یہ شہر مقدس ان کے قدم منہوس سے
 ماہ ذوالقعدہ ۱۲۲۶ء میں پاک ہو گیا۔ اب تک ان کی کھوپریوں کا قبہ جسے قبۃ الرؤس
 کہتے ہیں۔ مدینہ میں بے ادبوں کی عبرت کے لئے موجود ہے۔
 دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اہل نہاد کہ شب بکشد

مکہ اور طائف کے وہابیوں کا اخراج

مدینہ منورہ کو وہابیوں کی آلائش سے پاک کر کے طوسون پاشا نہایت
 احتیاط سے براہِ دریا وائل محرم ۱۲۲۷ء میں جدے پہنچا۔ اور اُس پر تسلط جما کر
 مکہ معظمہ کی طرف بڑھا۔ سعود حج کر کے واپس چلا گیا تھا۔ اس کو خبر بھی ہوئی۔ کہ
 طوسون بلغار کرتا آ رہا ہے۔ وہابی جو اپنے آپ کو مہاجر کہتے تھے۔ راتوں رات
 بھاگ گئے۔ جب سلطانی لشکر طائف کی طرف روانہ ہوا۔ وہابی وہاں سے بھی
 فرار اختیار کر گئے۔ ان کا سپہ سالار عثمان مضائفی زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور
 اس ظالم کو ذوالقعدہ ۱۲۲۸ء میں مصر لے جا کر کوچہ و بازار میں پھرایا گیا۔
 وہاں سے اُسے قسطنطنیہ بھیج دیا۔ جب سلطان اعظم محمود ثانی کو اطلاع ہوئی۔
 کہ لطیف آفندی مرثوہ فتح لے کر آ رہا ہے۔ تو جلالتماب نے اعیانِ دولت کو حکم دیا
 کہ وہ فوج لے کر اس کا استقبال کریں۔ چنانچہ وہ اسے لے کر بڑے تزک و
 احتشام سے داخل دارالخلافہ ہو گئے۔ خوشی میں توہمیں سر کی گئیں۔
 اور سلطان کی طرف سے لطیف آفندی اور محمد علی کو خلعتہائے فاخرہ عطا
 ہوئے۔ بعد ازاں مضائفی کو تشہیر کر کے اس کا چراغِ حیات گل کر دیا گیا۔
 قبل اس کے کہ مضائفی مصر پہنچتا۔ محمد علی خدیو مصر جدو آچکا تھا۔ سعود
 نے جدو میں خدیو کے پاس بدیں التماس سفارت بھیجی۔ کہ براہِ نوارشس مضائفی
 کو واپس فرمادیں۔ میں ایک لاکھ ریاں اس کا معاوضہ ادا کر کے صلح کرتا ہوں۔
 خدیو نے کہا کہ وہ دارالخلافہ کو روانہ کر دیا گیا ہے۔ اب صلح اس صورت میں
 ہو سکتی ہے۔ کہ اول سے آخر تک سب مصارفِ جنگ ادا کرو۔ حجرہ مبارکہ کے
 خزان واپس دو۔ اور تمام نقصانات کی تلافی کرو۔ اور اپنے آپ کو میرے حوالے

کر دے۔ شرائط اس نے منظور نہ کیں +

دہلیوں کی بیخ کنی

بیخ الاول ۱۲۳۵ھ میں محمد علی پاشا نے خشکی و نری سے قنقذہ کی جانب فوج روانہ کی۔ دہلیوں کے قبائل حمیر نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ محمود بے و امیر لشکر نے شکست خوردہ دہلیوں کو مارنے کی ہدایت ان کے کان کٹوا کر خدیو کے پاس بھیجی۔ اور خود قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ تاکہ جا کر سلطان اعظم کو خبر دے۔ فتح سنائے۔ اس کے ہمراہ عسکریوں کا مشہور سردار **طاعی** بھی پانچ ہزار تھا جس کی دار الخلافہ میں مجمع عام میں گروہ مار دی گئی +

جج سے فارغ ہو کر طائف اور مکہ سے ترکی فوج کو جو تھکان دور کر چکی تھی لے کر خدیو بنفس نفیس **۱۲۳۵ھ** میں متوجہ توجہ ہوا۔ جہاں دہلیوں سے بڑے معرکہ کارن پڑا۔ مگر دہلیوں کے اقبال کا ستارہ دوبچکا تھا۔ اس لئے یہاں بھی انہیں شکست فاش نصیب ہوئی۔ ایک جگہ دہلی مورچہ بند ہو کر بیٹھ رہے تھے اور باہر نہیں نکلتے تھے۔ یہاں **الحرب خدیو سے کام لے کر** اسلامی فوج بھاگ اٹھی۔ جو دہلی تعاقب کو بکلتے۔ ترکی رسالہ قضاے مبرم کی طرح ان کے سردوں پر آ موجود ہوا۔ اور چند ساعت میں پانچ ہزار **سوار** خدیو کے قدموں میں ڈال دیے۔ اس فتح کے بعد خدیو مکہ منظرہ کی زیارت کر کے براؤ جہہ مصر کو روانہ ہو گیا۔ اس کا بیٹا طوسون پاشا فوج لے کر مدینہ سے تین سو میل پرے منجدیوں کے دار الخلافہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عبد اللہ بن سعود نہایت پریشان ہوا۔ اور بحال الحاح و ناری درخواست صلح پیش کی۔ طوسون پاشا کی فوج کے پاس رسد نہ رہی تھی اور تھک بھی بہت چکی تھی۔ اس کا خزانچی ابراہیم آغا بھی ایک جگہ مقابلہ میں ہلاک ہو چکا تھا۔ اس لئے طوسون نے صلح کو قرین مصلحت جانا۔ اور عبد اللہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ پھر کبھی نہ اٹھائے گا۔ سلطان کی وفادار رعیت ہو کر رہے گا۔ اور خطبہ سلطان اعظم کے نام پڑھا کرے گا۔

یہ صلح نامہ اُس نے اپنے والد محمد علی کے پاس منظوری کے لئے دو دہائیوں میں بھیج دیا۔
محمد علی ان ظالموں سے صلح کرتی نہیں چاہتا تھا۔ مگر جب اُس کا بیٹا امن
 دے چکا تھا۔ اور قیصر حاضر ہونے والی دہائیوں نے ہاتھ جوڑ کر عرصہ کی گزر چھوڑا
 عبداللہ کا مزاج اپنے باپ سعود سے بالکل مختلف ہے۔ وہ آپ کا تابعدار غلام
 بن کر رہے گا۔ وہ جب مدینہ میں تھا تب بھی اُس نے دولت عثمانیہ کے وزیر
 یوسف پاشا سے کسی قسم کی منازعت نہیں کی تھی۔ یہ تو خدیو نے خاموشی اختیار
 کر لی۔

اس کے بعد خدیو نے طوسون پاشا کو واپس مصر بلا لیا۔ وہ ڈرتا ہوا وہاں
 پہنچا۔ باپ اس کے شجاعانہ کارناموں سے خوب واقف تھا۔ اس کے پہنچنے پر سلامتی
 کی توہینیں سر کی گئیں۔ اور اُسے نہایت مہربانی سے ملا۔ مگر تقدیر الہی سے وہ بمرض
 طاعون واصل ہو گیا۔

دہائیوں کے دار الخلافہ کی تباہی

محمد علی دہائیوں کی شور و پستی سے خوب واقف تھا۔ وہ چاہتا تھا۔
 کہ جب تک ان کا مرکز تباہ نہ ہو گا۔ یہ دگ مسلمانوں کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔
 اس لئے اُس نے عبداللہ کی عہد شکنی پر اپنے دوسرے بیٹے ابراہیم کو اس مہم
 کے سر کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

درعیہ تک پہنچتے ہوئے کئی جگہ بڑے معرکے کے رن پڑے۔ اور سلطان
 شکر نے ہزاروں کی تعداد میں درجہ شہادت پایا۔ محمد علی کما پر کمات بھیجتا
 رہا۔ جب درعیہ کا محاصرہ ہوا۔ ابراہیم کے پاس ساڑھے ہزار فوج باقی تھی۔
 درعیہ میں پانچ قلعے تھے۔ جو یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے۔ اور دہائیوں کے لئے
 کوئی پناہ کی جگہ نہ رہی۔ اس میں چھ پہیے صرف ہوئے۔

عبداللہ نے جب دیکھا کہ اب میدان ہاتھ سے جاتا رہا۔ تو نہایت عاجزی
 سے صلح کی درخواست پیش کی۔ اور اپنے آپ کو ابراہیم کے حوالے کر دیا۔
 وہ اسے لے کر بن کی راہ سے مصر پہنچا۔ فتنہ دہائیہ کے فرو ہونے پر وہاں بڑی

خوشیاں منائی گئیں۔ سینکڑوں توپوں نے گرج کر دور و نزدیک اطلاع دی۔ کہ ہندو
و سیزہ صد سالہ تہذیب اسلامی کے دشمن دہائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر نامہ فتح
لکھ کر باغی کو بخدمت سلطان محمود ثانی قسطنطنیہ روانہ کیا گیا۔ اور اس
جگہ بعد تشریف دے اسی کیفر کردار کو پہنچا جو مضائقہ کی قسمت ہو چکا تھا۔ یعنی اس
کے وجود نامعلوم سے مسئلہ ۱۲۳۲ھ میں دنیا کو پاک کر دیا گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

فتنہ دہابیہ سے نقصان جان و مال

یہ فتنہ دہابیہ بڑا بھاری فتنہ تھا۔ اس میں حجاز کی مقدس سر زمین خون
شہداء سے لالہ زار ہو گئی۔ ہزاروں جانیں تباہ ہوئیں۔ مقامات مقدسہ گرا دے گئے
مسلمانوں کی ناموس برباد اور حرمین شریفین کی ہتک حرمت کی گئی۔ سلطانی
خزانہ عامرہ پر اس فتنہ کے مٹانے سے جو بار پڑا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ
سامان وغیرہ پہنچانے کے لئے جو اونٹ مینبوع سے دینہ تک کرایہ لے گئے۔ ان کا خرچ
۴۴ لاکھ ریال پڑا اور دینہ منصورہ سے درعیہ تک قریباً ڈیڑھ کروڑ ریال بار برداری پر خرچ
ہوئے۔ ہزاروں ترکوں اور مہرپوں کی جانیں جو حرمین شریفین سے بے دنیوں کی نجاست
کو دور کرنے میں قربان ہو گئیں۔ ایسی قیمتی ہیں کہ اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ ان
شہیدوں کی رحوں کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور فتنہ مجددیہ سے حجاز کو نجات بخٹے
آمین۔

دہابیوں کی سی کتنی دراز ہو کر لوٹی

مجددوں نے شریف غالب کے عہد میں ۱۲۵۰ھ میں مکہ پر چڑھائی کی اور
چھبیس برس تک حشر برپا رکھا۔ اول وہ مشرقی شہروں پر چھا گئے۔ پھر اقلیم
المحصار۔ بحرین۔ عمان۔ مسقط کے۔ اور بغداد و بصرہ سے ان کا ملک
قریب ہو گیا۔ اور تمام حرار کے ملک ہو گئے۔ پھر حیوٹ۔ ذوات النخل
کے۔ پھر حبشہ اور فرع ادبہ جہنیہ کے۔ پھر مابین مدینہ و شام کے۔ پھر
مابین شام و حلب و بغداد کے۔ پھر مکہ و مدینہ کے۔ اور مکہ پر قبضہ

کرنے سے قبل اس کے گرد کے قبائل اور طائف اور اس کے گرد کے قبائل
پھر انہوں نے قتل و پالیا۔ جب ذوالقعدہ ۱۲۱۷ھ میں طائف پر قبضہ کیا۔
تو خود و کھان اور حاکم و محکوم سب کو قتل کر ڈالا۔ بچوں کو ماؤں کے سینوں
پر ذبح کیا۔ مال لوٹ لئے۔ عورتوں کو قید کر لیا۔ ۱۲۱۸ھ تک ان کا اترو
یو تار رہا۔ حتیٰ کہ محمد علی پاشا خدیو مصر نے پانچ سال میں ان کا استیصال
کر دیا۔ دہلی نہ صرف حجاز سے نکالے گئے۔ بلکہ ان کے اپنے ملک میں بھی ان
کی گوشمالی کی گئی۔

آہ! اب پھر سرکشن نے سر اٹھایا ہے کشتہ لہن غدار بد انتظامی و
طبع سے اپنے آپ کو ذلیل کر چکا ہے۔ ترک دور جا پڑے ہیں۔ مصر عثمانیوں
کا تسلط نہیں۔ مسلمانان ہندوستان بھڑوں کے گٹھے ہیں۔ ان کو نیک
و بد میں تمیز کرنے کا مادہ نہیں۔ اور وہ سوائے زبالی چیخ۔ پکار کے اور کر
بھی کیا سکتے ہیں ظاہر حالات نجدیوں کے موافق ہیں۔ مگر خدا نے قادر توانا
ہے۔ اُس نے اصحابِ میل کو کھسک ماکول کر دیا ہے۔ اور ہمیشہ دیارِ محبوب
کو دستبرد اعدا سے بچا لیا ہے۔ وہ ضرور نجدیوں کی بے اوجہوں سے بھی
حریم شریفین کو نجات دلانے گا۔ یہ مسلمانوں کی شامت اعمال ہے۔
کہ ان پر ولابی مسلط ہو گئے ہیں۔ لہذا ان کو توبہ و استغفار میں مشغول ہو
کر اور کوشش کر کے فتنہ و مایہ سے حریم شریفین کو آزاد کرانا چاہئے۔

اغراض و مقاصد (۱) مسلمانوں کو پابندی شریعت کی رغبت دلانا اور رسوماتِ قبیلہ کا سب
حزب الاحناف کاھو (باب کرنا ۲) مخالفین اسلام بالخصوص معاندین اہل سنت و جماعت کے
حلول کی بذریعہ تقریر وغیرہ روک تھام کرنا اور اویان باطلہ و فساد سے کا ذیہ کار کرنا (۳) اتہامِ مہنت کو
ایک لڑی میں پر دنا اور جماعت کا باقاعدہ نظام قائم کرنا اور ان کو صفت و حفت اور تجارت کی طرف متوجہ کرنا
(۴) اہل سنت کے ہر قسم کے حقوق کی بقدر امکان حفاظت کرنا۔

نشر الکلمہ بیری (۱) انجن ہذا کارکن وہی شخص ہوگا جو صحیح العقیدہ حنفی ہو (۲) رکن کو صلاح و سعادت
و تمانت کی صورت میں پیش کرنا ہوگا (۳) چندہ بیری ۳۰ روپے اور صاحبِ دل بزرگوار حنفیہ زنا پد عطا
فرمائیں شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائیگا۔
(تاخیر)

ابن سعود قبضہ مکہ پر پہلے

دول اسلامیہ کا پنج برکن اور مسلم کش

وہ ابن سعود جس کی تعریف میں آج اخبار زمیندار اور لاہور و امرت سر کی خلافت کیشیاں (جو سجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کے قبضہ میں ہیں) رطب اللسان نظر آتی ہیں۔ ابتداء سے اسلام و مسلمین کا سخت دشمن اگر کہنے میں تامل ہو تو نادان دوست تو ضرور ثابت ہو چکا ہے۔ اخبار نجات جو مجتہد سے شائع ہوتا ہے۔ اپنے پرچہ مورخہ ۱۵ اکتوبر میں ابن سعود کی مسلم کشی کا مفصل نقشہ درج کیا۔ جس کا خلاصہ ہم مسلمانوں کی آگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ جس شخص کو لاہوری اور امرت سری اہل حدیث مسلمانوں کے لئے ابر و رحمت بتا رہے ہیں۔ وہ کس قدر اسلامیوں کے لئے زحمت اور ادبار کا مجسمہ ہے۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ سجدیوں کی بدعنوانیوں اور گستاخیوں کی پاداش میں جو ان سے مقدس سرزمین حجاز میں سرزد ہوئیں کھیں۔ اسلامی جیوش ترکی و مصری نے ان کے دلائل خلاف میں پہنچ کر ان کو خوب سزا دی تھی۔ اس کے بعد جب انہوں نے پھر جنبش کی اور نہایت سفاہت سے کام لے کر محمد بن رشید کی حکومت پر جس کا پایہ تخت حائل تھا۔ اور جو شمالی اور وسط عرب کا ایک نہایت قابل دیندار اور مضبوط حکمران تھا۔ حملہ کر دیا اور منہ کی کھائی تو اسی ابن سعود نے بصرہ کے متصل قصبہ زبیر میں پناہ گزیں تھا۔ اس عظیم الشان عربی حکومت کو مٹانے کے لئے عیسائیوں سے ساز باز کی اور اپنے مقصد بہ میں کامیاب ہو گیا۔ جیسا کہ واقعات ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱۵) کویت کے حاکم کو اس کے بھائی سمیت ایک شخص مبارک
 ہامی نے رات کو قتل کر ڈالا۔ اور خود شیخ کویت بن بیٹھار کویت اس وقت
 ترکہ کی اقتدار میں تھا۔ وہاں سے جب اس سفاک کی معزولی کا حکم آیا
 تو اس نے بغاوت کر دی۔ ابن رشید ۱۸۹۷ء میں فوت ہو چکا تھا اور
 اس کا بیٹا دانی حائل اپنے باپ کی طرح ترکوں کا وفادار تھا۔ اسے
 خشکی کی طرف سے باغی پر حملہ کا حکم ہوا۔ اور ترکہ کی فوج دریائے کی طرف
 سے بڑھی۔ ادھر دنیا کی مشہور بحری طاقت ستر راہ ہوئی اور ادھر
 ابن سعود نجدی نے غیروں کے بل پر ملکیت ابن رشید پر حملہ کر کے
 اور سات برس اسے **مہر دین** پیکار رکھ کر ایک ایسی سلطنت کا
 خاتمہ کر دیا جو گزشتہ محارہ عظیم میں ترکوں کو شریف مکہ وغیرہ کے خلاف
 قابل قدر مدد پہنچا سکتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۲) دنیا کی آخری جنگ عظیم میں جب ترکہ کی سلطنت چاروں طرف
 سے دشمنوں کے حملوں سے خستہ ہو رہی تھی۔ ابن سعود نے اس کے
 دوستوں پر حملہ کر کے اس کی مشکلات میں اضافہ کیا۔

(۲۳) جب عراقیوں نے اس جنگ کے بعد غیر ملکی قابضین سے مطالبہ
 کیا کہ حسب وعدہ ملک خالی کر دو تو ابن سعود نے حملہ کر کے حفرہ بر پا کر دیا
 اور وہ عیسائیوں کی غلامی کو دہائیوں کی خونخواری پر ترجیح دینے پر مجبور
 ہوئے۔

(۲۴) ابن سعود نے عمان پر حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کیا
 عیسائیوں نے مداخلت کی اور ابن سعود کے طفیل عربوں کو تسلیم کرنا پڑا
 کہ وہ عیسائی حکومت کے بغیر نجدیوں کے شر سے نہیں بچ سکتے۔

(۵) شریف حسین اس کوشش میں تھا کہ بیت المقدس بھی مسلمانوں
 کے قبضہ میں آجائے۔ مگر یہاں بھی ابن سعود ہی کا حملہ مانع ہوا۔ اس
 کی فوجیں حجاز میں گھس گئی تھیں۔ وہ جب حجازیوں کا خوب قلع قمع
 کر دیگی۔ تو وہ مجبوراً جہاک مار کے عیسائی سلطنت سے ہی عداوت طلب

کر لیتے اور ابن سود کی ہر بات سے ایسی شرائط منظور کرنی پڑیں گی جن
کے ماننے سے شریف حسین کو انکار ملتا +

شریف زیادہ غدار ہے یا ابن سعود؟

نجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص نے ابن سود کو اسلام و مسلمین
کا بڑا طیر خواہ مشہور کر رکھا ہے۔ اور شریف کی فہرست معائب میں
بہت بڑا عیب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ترکوں کے ساتھ غدار
کیا۔ آؤ دیکھیں کہ نجدی سلطان المعظم سے غدار کرنے میں شریف
سے کم ہے یا زیادہ۔ اخبار القلیفہ امرت سر نے ۱۰ نومبر
۱۳۱۳ء کے پتھر میں دونوں غداروں کا مقابلہ کر کے
ابن سود کو بڑھ کر غدار ثابت کیا ہے۔ اور وہ
اس طرح کہ۔

۱۱) شریف حسین چند سال سے ترکوں کا مخالف اور عیسائیوں
کا معاون شاہنشاہ نجدی قریباً ایک صدی سے دہلہ سے سو سال
سے (سلطنت اسلامیہ کے تحت مخالف اور دشمن ہیں)۔
۱۲) شریف حسین چند سالوں کے عہدائی سلطنت
کا وظیفہ خوار تھا۔ مگر نجدی بدلتے دراز سے اس
کے نمک خوار رہے۔ اور پانچ ہزار پاؤنڈ (۵۰ ہزار
روپیہ) ماہوار اس غرض سے لیتے رہے۔ کہ ترکوں کو
زک پہنچانے کے اسباب پیدا کریں۔

۱۳) شریف نے جب وظیفہ دینے والوں کے
پیش کردہ معاہدہ پر دستخط نہ کئے۔ تو اُس کا
وظیفہ بند کر دیا گیا۔ اور جب ترکوں کے لئے
حرمین شریفین کا کوئی راستہ نہ ملا۔ تو نجدیوں

لے زمیندار مورخہ ۱۳ نومبر ۱۳۱۳ء سے بھی نجدی کی غداری ثابت ہے

کا وظیفہ بھی بند ہو گیا ۔

(۴) شریفیت پر بہت بڑا الزام یہ ہے ۔ کہ اس نے حاجیوں کی تباہی اور خون کا سامان پیدا کیا ۔ مگر اب جو حاجی مدینہ طیبہ سے واپس ہو کر آئے ہیں ۔ ان کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ اونٹ کرایہ پر دیتے والے بدوؤں کو بھی نجدیوں کے جاسوسوں نے اکسایا کہ حاجیوں کو راستہ میں چھوڑ دو ۔ تاکہ وہ بے آب و دانہ مر جائیں ۔ اور شریف اور زیادہ بدنام ہو ۔ مگر جب حاجی اس تکلیف سے واپس آئے ۔ ان کو وصول شدہ کرایہ واپس دے دیا گیا ۔ (تصدیق کرو اس کی مولانا حکیم احمد علی صاحب تصوری سے)۔

جناب مولانا مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محالی لکھنؤ کا
مکتوب گرامی

بنام حضرت حاجی حافظ پیر تاج علی شاہ صاحب علی پوری

شریف حسین اور ابن سعود نجدی کے متعلق اظہار خیالات
نجدیوں کے مظالم کی تصدیق

ہم یہ خط حضرت شاہ صاحب علی پوری دام مجدہم کی فرمائش پر درج ذیل

کرتے ہیں۔ تاکہ سلمان وقتِ حاضرہ کے متعلق صحیح رائے قائم کر سکیں۔ اور
 بھائیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کی عیاریوں کا شکار نہ ہوں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 حَامِدًا وَ مَصْلِحًا وَ مُسْلِمًا

مکرمی دامت بجاہم السلام علیکم۔ ہم لوگ ہندو مسلم اتحاد میں کوشاں
 ہیں۔ اور ہماری دل آرزو ہے۔ کہ باہم اہل اسلام میں مستحکم اور مضبوط اتحاد
 رہے۔ ایسے نازک وقت میں فرقہ وارانہ اختلاف بہت سخت ضرر
 کا باعث ہوگا۔ معاملات جہاز کی پیچیدگی سے اسی خطرناک افتراق
 کا بچے اندیشہ تھا۔ اور اس کے نہ پیش آنے کی توقع سے میں نے
 شریف حسین کی اصلاح کرنے کو ان کے ساتھ معاندانہ کارروائی کرنے
 سے زیادہ بہتر سمجھا تھا۔ ورنہ وہ جب سے کہ خدا کے اور رسول
 کے احکام کو بغاوت کر کے بھلا چکے تھے مجھے بھلا دیا تھا۔ مجھ سے
 وہ صاف نہیں رہتے تھے نہ میں ان کی تابید کر سکتا تھا۔ **اِنَّهُ قَدْ خَلَّتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ**۔ اب ان کا تذکرہ بھی فضول ہے۔ موجودہ
 حالت گذشتہ حالت سے ہی زیادہ پیچیدہ ہو گئی ہے۔ سخت اندیشہ ہے۔

کہ ہندوستان میں مقلدوں اور غیر مقلدوں کے درمیان افتراق ہو
 جائے۔ جزیرۃ العرب کی اصلاح تو درکنار اپنے یہاں فتنہ و
 فساد ایسا برپا ہو کہ جس کا تدارک اگر اب سے نہ کر دیا تو پھر
 نہ ہو سکے۔ میں سطح کے حالات اور غیر سطح کے خیالات اچھی طرح جانتا ہوں
 اور یقیناً جناب بھی اس سے غافل نہ ہونگے۔ اس وقت مجھے اپنی سیخیدہ
 رائے سے محزون و مشکور فرمائیے۔ کہ اس خطرہ کا تدارک کس طرح کیا جائے
 یہ امر نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ کہ جو الزامات شریف
 حسین پر عائد تھے اور جو شبہات ان پر عائد کئے جاتے تھے۔ کم و بیش
 ابن سعود بھی ان میں مشترک ہیں۔ بغاوت ترکوں کی وظیفہ خواری
 انگریزوں کی اور بربریت و جہالت کے مظالم ابن سعود میں انکے مخالف

متواتر ظاہر کر رہے ہیں۔ اور سقوط طائف کے وقت جو بے ہنگام جماعت سجدہ بیٹے
 فضا سج گئے ہیں وہ طشت از بام ہو رہے ہیں۔ سو فقیہین اور مخالفین جو خیر
 پہنچا رہے ہیں اور قرائن صحیحہ سے جن کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ سخت عبرت ناک
 اور چہرہ تافرا ہیں۔ اس سے اگر قطع نظر کیا جائے۔ کہ ایسے معتقدات کی
 رو سے انہوں نے مقدس مقامات کی ارادۃ یا بلا ارادہ بھیر مٹی کی۔ حالانکہ ان
 کے خلاف اعتقاد رکھنے والے کثیر اہل اسلام نظر انداز نہیں کر سکتے اور بعید از
 قیاس یہی نہیں سمجھتے۔ غیر مصافی پر امن اشخاص کا قتل کیا جانا کوئی پسند
 کر لیا۔ مجھے اہل نجد کے موافق اور مخالف اور معتبر اشخاص کی تحریروں اور
 تذکروں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض ایسے اشخاص قتل کئے گئے جو صلاحیت
 بھی قتال کی نہیں رکھتے تھے اور نہ ان کا کوئی ایسا جرم تھا کہ جس پر
 شریعت حلف قتل کا حکم صادر کرے۔ یہی کا خاندان اور مٹھی شافعیہ
 شیخ عبد اللہ زوادی اور ان کے خاندان کے لوگ جن میں شیخ فانی اور
 اور پچھلے قتل کر ڈالے گئے۔ اور مولوی ندیم احمد صاحب مجددی مہاجر
 مدینہ منورہ کے فرزند گرفتار کر ڈئے گئے۔ اور ان سے ایک ہزار گنی
 (اشرفی) کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ مولوی صاحب خود طائف میں موجود
 تھے۔ اور انہوں نے اپنے رو برو گزرے ہوئے واقعات و حالات
 ذکر کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل عام ہوا۔ عام غارتگری
 کی گئی۔ عورتیں بے حجاب اور مردوں کے کپڑے اتروائے گئے۔ اور یہ
 لوگ پیدل چھو کے پائے واپس آئے۔ لیکن ایسی پر خطر حالت میں کہ
 تین فاقہ ان پر گزرے اور مکہ شریف تک بدشواری پہنچے۔ معلوم نہیں
 کہ کتنے مظالم ایسے ہی ان سے سرزد ہوئے ہونگے جن کا بعد میں ثبوت
 ہو گا۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے دوستدار ابن سعود فرعن یہ ہے کہ
 ان سے یہ مظالم چھڑوا دیں۔ اور کئے ہوئے ظلموں کے تدارک کی طرف توجہ
 دلائیں۔ محض ان کے عیوب پر پردہ پوشی اور ان کی کامیابی پر مبارکبادی
 ان کی دوستی نہیں ہے۔ بلکہ فرقہ وارانہ اختلاف کا پیدا کرنا اور اس کی ذمہ داری

اپنے اوپر لیتا ہے۔ ابن سعود کا قبضہ مکہ مکرمہ پر ان کی پریشانیوں کا پیش خیمہ ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ اختلاف پیدا ہو جائے۔ شریف حسین باوجود بڑے فطرتی ہونے کے ہر دلعزیز نہ ہو سکے۔ کیا انہوں نے اس کی کوشش نہ کی ہوگی۔ ابن سعود ان کو زیادہ کوشش نہیں کر سکتے ہیں۔ خدا جزائے خیر دے سلاطین آل عثمان کو کہ انہوں نے اپنی قوت اور اقتدار کے باوجود دو کروڑ روپیہ سالانہ ارض مقدس پر صرف کر کے گو نہ امن قائم رکھا تھا۔ شاطرانِ یورپ نے جمعیت ملیہ عربیہ بسر کر دی امیر علی جدہ میں قائم کر رکھی ہے۔ ابن سعود اگر ان کے مصالح کے خلاف کچھ کرینگے۔ تو امیر علی ان کی فہمائش کے لئے کافی ہیں۔ ورنہ ابن سعود کو سوائے تسلیم رکھنے کے کیا چارہ کار ہے۔ اس وقت ان کی ہر دلعزیزی قائم ہے تو یہ خیلے دشوار ہے۔ میں جس طرح شریف حسین کی اصلاح کو مفید سمجھتا تھا ان کے ساتھ معاونت سے۔ کیونکہ ان کا عمل میرے نزدیک بہت سی دشواریوں کا پیش خیمہ تھا۔ اسی طرح اب تو مجھے یہی راہ دکھائی دیتی تھی۔ کہ جب تک نعم البدل نہ ملے۔ ابن سعود کی اصلاح کی فکر کی جائے نہ کہ ان کی معاونت کی جائے۔ لیکن ان کے دوستوں نے ایسی فضا پیدا کر دی۔ کہ مجھے مجبوراً یہ اتنا سہم پیش کرنا پڑا۔ اگر جلد آپ ایسے حضرات نے توجہ نہ فرمائی تو بد سے بدتر حالت ہونے والی ہے۔ امید ہے کہ جواب سے جلد سے فراز فرمائیگی والسلام

فقیر عبد الہاری عفی اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ
یکم ربیع الثانی - ۱۳۴۳ھ

اقتضایاً :- مولانا عبد الہاری صاحب تمام ارکان خلافت ہند کے سربراہ رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت وثوق سے ابن سعود کے مظالم کی تصدیق کی ہے۔ دیکھئے نجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کے زیر اثر خلافت کمیٹیاں اور اخبار مولانا موصوف کی حق گوئی پر کیسے برستے ہیں :-
(دناظم حزب الاضاف)

افکار و حوادث

لاہور اور امرتسر کی خلافت کیشیاں ان دنوں ان لوگوں کے ہاتھ میں
چب جو بزرگان دین کے دن منانا حرام سمجھتے ہیں۔ مگر ابن سود سجدی کے قبضہ کمر
پر انہوں نے جشن منانا اور چراغان کرنا جائز کر دیا ہے۔ گویا جو غذائی اختیار استہرام
کے اماموں کو حاصل تھے کہ جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں اور جسے چاہیں حلال قرار دیں
وہ سجدی کی فتح پر غیر مقلدوں کو حاصل ہو گئے ہیں۔

سجدی کے جشن فتح کے جلسہ منعقدہ بیرون مرچیدروازہ میں صدر خلافت
کمپٹی لاہور نے جن کے خاندان کو غزنی سے ان کے عقائد کی بناء پر خارج از وطن ہونے
کا فخر حاصل ہے خفیوں کو بڑی سخت دھمکی دی۔ کہ اگر وہ آج وہابیوں کی فتح پر شریک
جشن نہ ہوئے تو کل اہل حدیث ہی اسیر کابل وغیرہ خفی سلاطین کی فحشیاں پر شامل نہ ہونگے
خدا کے لئے اس دھمکی کو عملی جامہ نہ پہنایئے۔ ورنہ دوسو خفیوں کی جماعت میں اگر اپنی
نسبت آبادی سے ایک ہی وہابی شامل نہ ہوا۔ تو جلسہ بے رونق رہیگا۔

لاہور کا مشہور روزنامہ جس کی باگ سجدیوں کے ہم عقیدہ ہوا خواہوں کے ہاتھ
میں رہی ہے اپنے کو مستحق سمجھتا ہے۔ کہ باوجود علم دین سے بے خبری کے علمائے
دین کی نکتہ چینی کرے۔ اور بزرگوں کی پگڑی اچھال دے۔ مگر جب کوئی عالم دین
کسی لیڈر کا خلاف شریعت فعل بنا کر صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرے۔ تو وہ
نعل در آتش ہو جاتا ہے۔ اور جی بھر کے صلواتیں سناتا ہے۔ اپنی بے ادبیوں کی
وجہ سے ہی تو شیعوں کی طرح غیر مقلد دنیا میں بدنام ہیں۔

حنفی علماء جو روزنامہ مذکور کی غیر مقلدانہ تحریروں کا رد لکھ کر بھیجیں۔ اس
کے کالوں میں جگہ نہیں مل سکتی۔ مگر جب کسی غیر مقلد کی چائے سے تواضع کر
دی جائے تو اس کا ذکر بڑے فخر سے اخبار میں کر دیا جاتا ہے۔ کاش ان لوگوں کے
دل میں جائے جتنی ہی دین کی قدر ہوتی ہے۔

شکریہ

ماسٹر احمد دین صاحب لالی ماسٹر ٹیلر سب سے اول شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے
 پانچ سو چھ سو کے لئے پچیس روپے عنایت کئے۔ خدا ان کی عمر اور مال میں برکت دے۔
 تاکہ وہ دینی کاموں میں بیش از پیش حصہ لے سکیں۔ مسلمانوں نے جو چند دنوں میں
 سیکڑوں کی تعداد میں **حزب الاحناف** کی رکینیت اختیار کر لی ہے۔ اب اس سے
 یقین واثق ہو گئے کہ ان کی کوشش سے گمراہ فرقے جلد صراطِ مستقیم اختیار کر لیں گے۔

مسلمانوں اور فرقوں کی عیاریوں سے بچو

اے بھولے بھالے مسلمان بھائیو! تمہارے لئے بڑا نادرک وقت ہے۔ سو برس
 کے اندر اندر نئے پیدا شدہ فرقے طرح طرح کی عیاریوں سے تمہیں شاہراہِ ملت
 حنیفہ سے دور پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جو تمہیں ان کے فرقہوں سے
 مطلع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسے تفرقہ انداز اور انتحار شکن مشہور کرنے لگ
 جاتے ہیں۔ حالانکہ سب سے بڑے **مفسد وہ ہیں جنہوں نے تیرہ سو سال کی** (حنفی) جماعت
 کو چھوڑ کر اور سوادِ اعظم سے منہ موڑ کر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی۔ اور اس شعر
 کے مخاطب ٹھہرے

یہ چھوٹی سی مسجد تیری بی فرہین

نہ جائے مصلے نہ جائے وضو ہے

ان پر اُلٹا چور کو توال کو ڈانٹے کی ضربِ اشلِ راست بیٹھتی ہے کہ نفاق و شقاق
 بین المسلمین کے ترکیب تو خود ہیں مگر کمال شوخ چشتی سے بڑی اسلامی جماعت کو گمراہ اور فتنہ پرداز
 کہتے ہیں۔ اگر وہ واقعی اتفاق و اتحاد کے خواہاں ہیں تو آئیں سوادِ اعظم کی طرف جس
 پر حکیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدائی اتھہ ہے۔ اور چھوڑ دیں شیعہ۔ اہلحدیث۔ احمدی اور
اہل قرآن (چکڑالوی) کہلانا اور خود ساختہ مسائل کو خلافتِ جماعت رائج کرنا اور وہ ایسا نہیں
 کر سکتے تو بتائیں کہ انہیں ہم پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ خود تو دینِ حنیفہ کو شانے کی کوشش دھڑلے سے